پاکستان اور بین المذاہب معاملات، اُصولی لائحہ عمل

Pakistan and Interreligious Affairs: A Procedural Strategy

*ڈاکٹر غلام حسین بابر

**ڈاکٹر حافظ عبد الغفار

Abstract

In the current era, Pakistani Society is facing many social, economic, religious, educational and political problems, but the most burning issue is religious hatred and intolerance among different religions and religious cults. It is a fatal narrative which is demolishing and demoralizing the society. In this article it is tried to highlight the principles and significance of interfaith harmony in the guidance of Qurān and the Sīrah of the Prophet Muḥammad (PBUH).

Keywords: Religious Hatred, Intolerance, Fatal Narrative, Demoralizing

اللہ تعالیٰ نے انسانی تہذیب و تمدن کی نشو و نما اور تربیت کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک انبیا علیہم السلام کو آفاقی تعلیمات کے ساتھ مبعوث فرمایا تا کہ وہ ان تعلیماتِ الٰہیہ کی روشنی میں اپنی امتوں کے عقائد اور عبادات و معاملات کی اصلاح کے ساتھ ساتھ باہمی اتحاد و اتفاق اور اخوت و مساوات کے احساسات و جذبات کو شعوری طور پر اپنانے کی دعوت بھی دیتے رہیں۔

قرآن مجید اور سیرت نبوی کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کس طرح ایک ایسے معاشرے میں اصلاحِ احوال کا علم بلند کیا جس میں بغض و عداوت، عدم برداشت اور سماجی و اخلاقی گراوٹ اپنے عروج پر تھی، اس اعتبار سے عہد حاضر میں ارضِ پاکستان کے سلگتے ہوئے معاشرتی، معاشی، مذہبی، سیاسی اور لسانی مسائل و معاملات پر نظر دوڑائی جائے تو آشکار ہوتا ہے کہ وطن عزیز کا اہم ترین مسئلہ بین المذاہب اور بین المسالک پایا جانے والا انتہا پسندانہ، فرقہ ورانہ اور عدم برداشت پر مبنی رجحان ہے۔ یہ وہ مہلک بیانیہ ہے جس کے باعث پاکستانی سماج سے صبر و تحمل، اعتدال پسندی، وسعتِ قلب و نظر اور باہمی الفت و محبت جیسی اعلیٰ اقدار و روایات بتدریج رخصت ہوتی جا رہی ہیں۔ ذیل میں پاکستان میں بین المذاہب اور بین المسالک معاملات کو

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، پیر مہر علی شاہ بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی۔

** سینئر ماہر مضمون اسلامیات، گورنمنٹ اسلامیہ ہائیر سیکنڈری سکول، راولپنڈی۔

بہتر بنانے کے لیے قرآن و سنت اور اُسوہ نبوی ﷺ کی راہ نمائی میں اصولی لائحہ عمل پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں اس حوالے سے پہلا اصولی نکتہ یہ ہی کہ ہمارا بطور مسلمان اسلام کے بارے میں نظریہ بڑا واضح اور دو ٹوک ہونا چاہیے۔ دور حاضر میں بد قسمتی سے اہل فکر و دانش کا ایک بڑا طبقہ اسلام کو بھی دنیا بھر میں پائے جانے والے دیگر مذہبی فلسفوں، فرقوں اور گروہوں کی طرح ایک فرقہ تصور کرتا ہے، جب کہ حقیقت اس کے برعکس کچھ اس طرح ہے کہ اسلام اور مسلمان کسی فرقے کا نام نہیں، بلکہ قرآن حکیم کے مطابق اسلام نہ صرف پوری انسانیت بلکہ پوری کائنات کا مذہب ہے جو پوری اطاعت اور فرمان برداری سے اپنے خالق و مالک رب کے قوانین کے مطابق کام کر رہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَـهٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّاِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ﴾[1]

کائنات کی ہر چیز اسی (رب) کی اطاعت گزار ہے۔

اس لیے اسلام کی تعلیمات کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مذاہب و ادیان کی تعلیمات سے مماثلت نہیں دی جاسکتی۔ یہی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہمیں راہ نمائی دی ہے:

﴿اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ﴾[2]

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک (حتمی) دین اسلام ہی ہے۔

اور پھر دو ٹوک موقف اختیار کرتے ہوئے قرآن ہی میں واضح کیا گیا کہ:

﴿وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ‌ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ﴾[3]

اور جو دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا تو قبول نہیں کیا جائے گا۔

قرآن مجید کے اس آفاقی اصول کی روشنی میں دیگر اقوام و ملل اور اُن کے مذہبی معتقدات کے حوالے سے معاملات بہتر بنانے کی پر خلوص کوشش کی جائے تو حوصلہ افزا نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ بین المذاہب مسائل و معاملات کی بہتری کے لیے دوسرا قرآنی اُصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کے حوالے سے جو قدر مشترک ہو اُسی پر تمام فریقوں کو جمع کیا جائے تاکہ شعوری طور پر یہ تاثر قائم ہو جائے کہ ہمارے درمیان باہمی مکالمہ و مباحثہ کے لیے اتحاد و اتفاق اور محبت و اخوت کی بنیادیں بھی موجود ہیں اس ضمن میں قرآن میں یوں راہ نمائی فرمائی گئی ہے:

---

[1] آل عمران 83:3

[2] آل عمران 19:3

[3] آل عمران 85:3

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ م بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾[4]

اے اہل کتاب! اِس بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو آپس میں رب نہ بنائیں۔

مشترکہ عقائد و نظریات پر اتفاق کے علاوہ جہاں تک اختلافی اُمور کی بات ہے تو انھیں مزید اچھالنے کے بجائے حکمت و دانائی اور دلائل کی بنیاد پر ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے تیسرا قرآنی اصول یہ ہے کہ مختلف بانیانِ مذاہب میں برتری اور غلو سے اجتناب کیا جائے، کیوں کہ تمام انبیا و رسل ایک ہی ذات باری تعالیٰ کی جانب سے دعوتِ حق دیتے رہے ہیں لہذا ان میں فرق کرنا درست نہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ [5]

ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔

تاہم قرآن مجید میں دوسری طرف انبیا و رسل کی انفرادی خصوصیات یا شخصی صفات کو تسلیم بھی کیا گیا ہے:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾[6]

یہ رسول ہیں اور ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

گویا مذاہب کے درمیان انبیا و رسل مصلحین کے نام پر جو مقابلہ، برتری اور غلو کیا جاتا ہے قرآن اس کی نفی کرتا ہے، کیوں کہ ذمہ داری کے اعتبار سے تمام انبیا برابر نہیں۔ اسی معاملہ میں وضاحت کرتے ہوئے جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ دنیا اور آخرت میں تعلق کا حق دار ہوں۔ تمام انبیا بھائی بھائی ہیں، اُن کی مائیں مختلف ہیں، لیکن اُن کا دین ایک ہی ہے۔[7] ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے مزید وضاحت فرمائی:

ماينبغي لبعد أن يقول: إني خير من يونس بن متى-[8]

کسی بندے کے لیے جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میں (محمد ﷺ) یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

---

4 آل عمران 64:3

5 البقرہ 285:2

6 البقرہ 253:2

7 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب آحادیث الانبیاء، رقم الحدیث: 3443

8 ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد، السنن، کتاب السنۃ، رقم الحدیث 4669

لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فإنما أنا عبده۔(9)

مجھے اتنا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا، میں تو محض اللہ کا بندہ ہوں۔

قرآن اور فرامینِ نبوی سے یہ واضح ہوا کہ تمام انبیا کرام علیہم السلام مذہب نبوت ورسالت کے اعتبار سے برابر اور واجب احترام ہیں۔ اگر اس قرآنی اصول کو مدنظر رکھ کر معاملات بہتر بنانے کی کوشش کی جائے تو عدم برداشت اور بغض وعناد کی جڑ کاٹی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دیگر مذاہب کے حاملین سے جھگڑنے اور گالم گلوچ سے اجتناب کرنے کی تلقین بھی قرآن مجید میں کی گئی ہے، تاکہ وہ ردّ عمل اور لاعلمی میں اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے سے باز رہیں۔ اِس قرآنی اصول کو یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا م بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾(10)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں، انھیں تم گالی مت دو، وہ لاعلمی میں اللہ تعالیٰ کو گالی دے دیں گے۔

یہی اُصول کسی ایک مذہب کے اندر موجود مختلف مسالک کے لیے بھی ہے تاکہ مختلف مذاہب ومسالک کے درمیان اختلاف وافتراق، شدت اور عداوت کی بجائے باہمی محبت واحترام کا ماحول پیدا ہو سکے۔ بین المذاہب معاملات کے سلجھاؤ کے لیے ایک قرآنی اصول یہ بھی ہے کہ دیگر مذاہب کی کتب، تعلیمات اور عبادت گاہوں کا احترام کیا جائے بالخصوص یہودیت اور عیسائیت کا کہ یہ الہامی مذاہب ہیں۔ اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ﴾(11)

اس نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو لوگوں کی ہدایت کے لیے اتارا تھا اور قرآن بھی اسی نے اتارا ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ﴾(12)

بے شک ہم نے توراۃ کو نازل کیا، جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔

اِس سے واضح ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ کا احترام کیا جائے کیوں کہ بہت سی آفاقی تعلیمات قرآن کے علاوہ دیگر کتب میں موجود رہی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ﴾(13) اور یہ (قرآن) پہلی لکھی گئی کتب میں موجود ہے۔

---

9 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث 3445

10 الانعام 108:6

11 آل عمران 3:3

12 المائدہ 44:5

13 الشعراء 196:26

دیگر مذاہب کی کتب و تعلیمات کے احترام کے ساتھ ساتھ اُن کی عبادت گاہوں کے احترام اور حفاظت کا درس بھی قرآن مجید میں دیا گیا ہے، کیوں کہ یہ عبادت گاہیں بھی اپنے اوّلین زمانوں میں اللہ کے ذکر کے مراکز ہی تصور کیے جاتے تھے:

﴿وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا﴾ [14]

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو خانقاہیں، گرجا گھر، معبد اور مساجد جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے سب مسمار کر لی جاتیں۔

اِس قرآنی اُصول کی روشنی میں بین المذاہب رواداری، ہم آہنگی اور احترام کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ بین المذاہب و مسالک ہم آہنگی کے قیام اور فروغ کے لیے قرآن کے بیان کردہ سنہری اُصولوں میں سے ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ باہمی مکالمہ و مباحثہ کے دوران ایک دوسرے پر طنز و تحقیر کرنے سے اجتناب کیا جائے، اس حوالے سے بتلایا گیا ہے کہ:

﴿وَلَا تُجَادِلُوۡۤا اَہۡلَ الۡکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ﴾ [15]

اور تم اہل کتاب سے عمدہ طریقے سے بحث و مباحثہ کرو۔

اس عمدہ طریقے سے مباحثے کو دوسرے مقام پر زیادہ صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے:

﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ﴾ [16]

تم اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان سے بہترین طریقے سے مباحثہ کرو۔

اس کے علاوہ مختلف اقوام کے مابین مذہبی و مسلکی اعتبار سے معاملات کو بہتر بنانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ باہمی معاہدات کی پاس داری کی جائے، عدل و انصاف کو ہر سطح پر اور ہر ایک فرد معاشرہ تک مذہبی، مسلک اور لسانی تفریق کے بغیر پہنچایا جائے:

﴿وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی﴾ [17]

اور تمھیں کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل چھوڑ دو، تم عدل سے کام لو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

---

14 الحج 40:22

15 العنکبوت 46:29

16 النحل 125:16

17 المائدہ 8:5

باہمی تعاون کی فضا کو قرآن کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر ہر صورت ممکن بنانے کی کوشش کی جائے جس کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے کہ:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[18]

تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور خدا خوفی کے کاموں میں تعاون کرو، لیکن گناہ اور زیادتی کے کاموں میں باہمی تعاون نہ کرو۔

مذکورہ بالا جامع قرآنی اصولوں کی راہ نمائی میں بین المذاہب ومسالک ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے، باہمی مسائل ومعاملات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے عملی مظاہر بھی معاشرے میں بڑھتی ہوئی عدم برداشت اور منافرت کو ختم کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں، کیوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات مقدسہ قرآنی اُصولوں ہی کی پرتو ہے۔ اس کی ایک جھلک یوں بیان کی گئی ہے:

﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾[19]

اور اے نبی ﷺ اگر دشمن صلح وسلامتی کی طرف مائل ہو تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔

ذیلی سطور میں عہدِ رسالت مآب ﷺ کے چند وقائع بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں، جن سے آپ ﷺ کی مذہبی رواداری، فہم وتدبر اور معاملات کی پاسداری عیاں ہوتی ہے۔

سن ۲ ہجری، غزوہ بدر کے موقع پر جب کفار کے مقابلے میں مجاہدین کی اشد ضرورت تھی، آپ ﷺ نے سیدنا حذیفہ بن الیمان اور ان کے والد گرامی حسیل بن جابر الیمانی کو محض اِس وجہ سے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی کہ وہ دونوں مکہ مکرمہ میں ابو جہل اور دیگر قریش سے جنگ بدر میں آپ ﷺ کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ کر آئے تھے۔[20]

اسی طرح سن ۶ ہجری میں جب صلح حدیبیہ ہو رہا تھا تو آپ ﷺ کی مذہبی رواداری اور صبر وتحمل بڑا واضح طور پر سامنے آیا، جب آپ ﷺ نے قریش مکہ کے بے جا اور ہٹ دھرمی پر مبنی اعتراض کے باعث ایک جائز عمل ترک کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی جگہ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھنا نا قبول فرمایا۔ اس کی حکمت عملی یہ تھی کہ فریقین کے درمیان معاہدہ طے پا

---

18 المائدہ 6:5

19 الانفال 61:8

20 القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، رقم الحدیث 4639

جائے۔[21] اِسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ لکھنے پر مشرکین مکہ کے اعتراض پر آپ ﷺ نے محمد بن عبد اللہ لکھوانے پر اکتفا کیا۔[22] قریش مکہ سے شرائط صلح ابھی طے ہی ہوئیں تھیں کہ ابو جندل مسلمان ہو کر زنجیریں گھسیٹتے ہوئے آگئے تو قریش نے ابو جندل کی واپسی کا مطالبہ کر دیا۔ آپ ﷺ ابو جندل کی شدید خواہش کے باوجود یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ لانغدر بھم ہم عہد شکنی نہیں کر سکتے۔[23] معاہدات کی پاسداری کے ضمن میں یہ فکر انگیز واقعات ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ۹ ہجری کو دعوتی نقطہ نگاہ سے عرب کے مختلف وفود سے ملاقاتیں فرمائیں،اِسی سلسلے میں نجران کے عیسائیوں کا ساٹھ رکنی وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اہل نجران سے آپ ﷺ کا معاہدہ اپنی شقوں اور ذیلی نکات کے اعتبار سے اِس قدر جامعیت کا حامل ہے کہ وہ ایک اسلامی فلاحی ریاست کی طرف سے غیر مسلموں کے معاشرتی، معاشی، سیاسی اور قانونی حقوق کی ایک ایسی دستاویز دکھائی دیتی ہے جس میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کی مکمل ضمانت فراہم کر دی گئی ہے۔[24] اِس وفد نے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے عبادت کی ادائیگی کے لیے مسجد نبوی فراہم کر دی۔[25] غیر مذاہب کے افراد کو اپنی مساجد فراہم کر دینا بین المذاہب ہم آہنگی، محبت، تعاون اور وسعت قلب و نظر کا بہترین اور قابل تقلید نمونہ ہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کے خلاف یہودِ مدینہ نے قریش مکہ کے ساتھ مل کر سازشیں تیار کیں، جس کی پاداش میں انھیں خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا گیا، تاہم انھوں نے اس کے بعد بھی اسلام دشمنی ترک نہ کی، چنانچہ آپ ﷺ نے ۷ ہجری میں خیبر کی طرف کوچ کیا، جنگ لڑی جس میں ترانوے یہودی مارے گئے۔اس موقع پر جو معاہدہ آپ ﷺ نے یہود خیبر سے کیا وہ بھی قابل رشک ہے۔[26] درج بالا وقائع سیر نبوی ﷺ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیشہ صلح و امن اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کیا، جس کی واضح مثالیں واقعہ حلف الفضول، حجرِ اسود کی تنصیب، میثاق مدینہ اور دیگر لاتعداد مواقع کی شکل میں موجود ہیں۔

ریاست پاکستان نے گزشتہ چند سالوں سے شعوری طور پر بین المذاہب اور بین المسالک معاملات سدھارنے کے لیے

---

21 ہیکل، محمد حسین، سیرتِ رسول، ص464

22 شبلی، سیرت النبی، 423/1

23 البخاری، الجامع الصحیح، باب عمرۃ القضاء، رقم الحدیث 2731

24 شبلی، سیرت النبی، 401/2

25 رحمت اللعالمین، قاضی سید سلمان منصور پوری 182/1

26 مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث 1637

مثبت اقدامات اٹھائے ہیں۔ سب سے اہم قدم پاکستان کا قومی بیانیہ برائے انتہا پسندی، شدت پسندی، دہشت گردی اور فرقہ واریت ہے، جسے ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان، وفاق ہائے مدارسِ دینیہ اور دیگر ریاستی اداروں کے اشتراک سے ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونی ورسٹی اسلام کے تحت ۱۸/جنوری ۲۰۱۸ء کو پیغامِ پاکستان کے نام سے ایک تحریری دستاویز کی شکل میں جاری کیا گیا، جسے کم وبیش ۱۸۰۰ علما و محققین کی حمایت حاصل ہے۔ پیغام پاکستان کے تحت پورے ملک کی جامعات، کالجز، مدارس اور دیگر فنی تعلیم وتربیت کے اداروں اور اقلیتی برادری کے اداروں میں بھی کانفرنسز، سیمینارز، ورکشاپس اور علمی مباحثوں ومذاکروں کا اہتمام کیا جاتا ہے، تاکہ پاکستانی معاشرے میں اور خاص طور پر نوجوان نسل میں انتہا پسندانہ، شدت پسندانہ، اور فرقہ ورانہ افکار ونظریات کو پروان چڑھنے سے روکا جاسکے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور اقلیتوں کی تالیفِ قلب کے لیے ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو صوبہ پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں متروکہ وقف املاک بورڈ نے قدیم تیجا سنگھ مندر کو قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ کھولا جس کے باعث ۲۱/فروری ۲۰۲۰ء کو اِس مندر میں پہلی مرتبہ مہاشوراتری کی پوجا کی گئی۔ اسی طرح ۱۲/نومبر ۲۰۱۹ء کو صوبہ پنجاب کے ضلع نارووال میں سکھ مت کے پیروکاروں کے لیے کرتارپورہ راہ داری قائم کی گئی۔ مختلف مذاہب کے سماجی، معاشی، سیاسی، قانونی اور مذہبی حقوق کے تحفظ کے لیے قومی اسمبلی سے منظور کردہ ایک بل کے تحت ۵/مئی ۲۰۲۰ء کو قومی اقلیتی کمیشن قائم کیا گیا، جس کے پہلے چیئر مین جناب چیلارام کیولانی ہیں۔

درج بالا مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان ریاستی سطح پر بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی عدم برداشت اور بغض وعناد کے خاتمے کے لیے سنجیدگی سے عملی اقدامات اٹھارہا ہے، جس کی ایک تازہ مثال یکساں قومی نصاب کی تشکیل بھی ہے، جسے پانچویں جماعت تک لاگو کردیا گیا ہے۔ تاہم ضرورت اِس امر کی ہے کہ اس حوالے سے قرآن مجید اور سیرت نبوی ﷺ کی راہنمائی میں ایک جامع، مربوط اور طویل المدت لائحہ عمل کی تشکیل کی جائے جس میں ایک تسلسل ہو، تاکہ ہماری طرزِ معاشرت ومعیشت اور سیاسی ڈھانچے کو اِس انداز سے منظم کیا جائے جس کے ثمرات ایک پر امن، اعتدال پسند اور حقیقی اسلامی فلاحی اور متوازن معاشرہ کی شکل میں سامنے آئیں۔

○○○○○